

## 66293- علاقے میں اجنبی ہیں اور فقراء کو اچھی طرح نہیں جانتے کیا وہ فطرانہ کسی اور علاقہ والوں کو دے دیں

### سوال

ہم سعودی عرب کے باشندے یورپ میں رہتے ہیں اور یہاں فقراء و مساکین کو اچھی طرح نہیں جانتے، ہمیں قابل بھروسہ اور شفہ شخص ملابے ان شاء اللہ لیکن وہ کہتا ہے کہ تم مجھے رقم دو میں اس میں کچھ رقم کے چاول خرید کر فقراء کو دو زنگا اور کچھ کو نقدر رقم، اور اس کی دلیل یہ دیتا ہے کہ ہماری تعداد پانچ سو سے زائد ہے، اور اس کے لیے اتنی مقدار میں غلہ خرید کر منتقل کرنا مشکل ہے۔

اور پھر ہو سکتا ہے فقراء نقدی لینے میں رغبت رکھتے ہوں تاکہ وہ چاولوں سے زیادہ مستفید ہوں اور اپنی ضرورت کی اشیاء خرید سکیں، تو کیا ہم اسے چاول دیں یا پھر ہم سعودی عرب میں اپنے بھائیوں کو وکیل بنادیں تاکہ وہ ہماری جانب سے فطرانہ ادا کر دیں؟

### پسندیدہ جواب

جممور علماء (جن میں امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ شامل میں) کے ہاں نقدی میں فطرانہ ادا کرنا جائز نہیں، بلکہ غلہ ہی ادا کرنا واجب ہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا ہے۔

بخاری اور مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو بطور فطرانہ ہر مسلمان آزاد اور غلام مردو عورت پر فرض کیا۔

صحیح بخاری حدیث نمبر (1504) صحیح مسلم حدیث نمبر (984)۔

فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

بہت سارے فقراء یہ کہتے ہیں کہ وہ فطرانہ میں غلہ کی بجائے نقدر رقم کو بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ یہ ان کے لیے زیادہ فائدہ مند ہے، تو کیا انہیں فطرانہ میں رقم دینا جائز ہے؟

شیخ رحمہم اللہ کا جواب تھا:

"ہماری رائے تو یہی ہے کہ فطرانہ میں نقدی ادا کرنا کسی بھی حالت میں جائز نہیں، بلکہ غلہ ہی ادا کرنا ہوگا، اور قصیر جب چاہے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، لیکن فطرانہ دینے والے کو غلہ کی شکل میں ہی فطرانہ ادا کرنا ہوگا۔"

اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اصناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھیں، یا پھر اس موجود نئے دور میں غلہ کی اقسام پائی جاتی ہیں، چنانچہ ہمارے وقت حاضر میں چاول گندم سے زیادہ فائدہ مند ہیں؛ کیونکہ چاول کو پیسے اور گوند ہنسے وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اور مقصد تو یہی ہے کہ فقراء کو فائدہ دیا جائے، اور صحیح بخاری میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مروی ہے کہ:

"ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک صاع غلہ فطرانہ دیا کرتے تھے، اور ان ایام میں ہمارا کھانا کھجور اور جو اور منٹھ اور پنیر تھا"

چنانچہ جب کوئی شخص غمہ اور کھانا فطرانہ میں ادا کرے تو اسے وہ غمہ اور کھانا اختیار کرنا چاہیے جو فقراء کے لیے فائدہ مند ہو، اور یہ اوقات کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے۔

لیکن فطرانہ بطور نقدر رقم یا باس یا سامان اور آلات دینے سے فطرانہ ادا نہیں ہو گا، اور نہ وہ بری الدزمہ ہو سکتا ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ عمل مردود ہے" انتی

دیکھیں: مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (18) سوال نمبر (191).

اس بنابر اگر وہ شخص ثقہ ہے تو آپ اس کے سامنے یہ شرط رکھیں کہ وہ فطرانہ میں غمہ ہی ادا کرے، اگر وہ قبول نہیں کرتا تو آپ اپنی استطاعت کے مطابق جہاں رہتے ہیں اسی علاقے میں فطرانہ فقراء کو ادا کر دیں، پھر اس کے بعد باقی فطرانہ کسی دوسرے علاقے میں ارسال کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس میں یہ شرط نہیں کہ اپنے اصل ملک میں ہی فطرانہ ادا کریں، بلکہ جب کسی علاقے کے لوگ زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہوں تو وہاں فطرانہ منتقل کرنا بہتر ہے یا پھر اپنے فقراء رشتہ دار کو دینا۔

سوال نمبر (43146) کے جواب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ ضرورت کی بنابر کسی دوسرے علاقے میں زکاۃ منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ اگر زکاۃ دینے والا اپنے رشتہ داروں کو یا پھر ایسے علاقے میں جہاں زیادہ حاجت مند ہوں منتقل کر دے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

کیا اپنے اہل و عیال سے دور شخص گھروالوں کا فطرانہ ادا کرے، یہ علم میں رہے کہ گھروالے اپنا فطرانہ خود ادا کرتے ہیں؟

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا جواب تھا:

فطرانہ ایک صاع چاول یا گندم یا کھجور وغیرہ مقرر کیا گیا ہے، یا وہ اشیاء جسے لوگ بطور خوراک استعمال کرتے ہیں اس میں ہر شخص دوسرے فرائض کی طرح خود غلط ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آزاد اور غلام مردو عورت چھوٹے اور بڑے مسلمان پر فطرانہ فرض کیا، اور حکم دیا کہ یہ لوگوں کے نماز عید کے لیے جانے سے قبل ادا کیا جائے"

چنانچہ جب گھروالے خود اپنا فطرانہ ادا کرتے ہیں تو پھر گھر سے دور شخص کے لیے اپنے گھروالوں کی جانب سے فطرانہ ادا کرنا لازم نہیں، لیکن وہ صرف اپنا فطرانہ ضرور ادا کرے جہاں وہ رہ رہا ہے اگر وہ مسخت مسلمان رہتے ہوں تو تھیک و گرنہ وہ اپنے ملک میں گھروالوں کو وکیل بنا سکتا ہے "اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے" انتی

دیکھیں: مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (18) سوال نمبر (771).

ان سے یہ سوال بھی کیا گیا:

دور دراز کے علاقوں اور ملکوں میں فقراء و مساکین کی موجودگی کی دلیل کے ساتھ فطرانہ وہاں منتقل کرنے کا حکم کیا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

"اگر کسی ضرورت کے تحت کسی دوسرے علاقے میں فطرانہ منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں، مثلاً جہاں شخص رہتا ہے وہاں فقراء نہ ہوں تو تھیک ہے۔"

اور اگر بغیر کسی ضرورت کے منتقل کیا جائے کہ اس علاقے میں بھی فقراء موجود ہوں اور وہ فطرانہ قبول کریں تو پھر وہاں سے دوسرے علاقے میں منتقل کرنا جائز نہیں" انتہی  
دیکھیں : مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (18) سوال نمبر (102).

ذیل میں مستقل فتویٰ کمیٹی کا فتویٰ درج کیا جاتا ہے جس میں یہ سب مسائل جمع ہیں اور اس کے علاوہ کچھ زیادہ بھی :  
"فطرانہ کی مقدار ایک صاع کھجور یا جویا منصی یا پنیر یا کوئی اور غلہ ہے، اور اس کا وقت عید الفطر کی رات سے لیکر نماز عید سے قبل تک ہے، اور ایک یا دو یا تین یوم قبل فطرانہ کرنا جائز ہے، اور یہ فطرانہ مسلمان فقراء میں اسی علاقے میں تقسیم کیا جائیگا جہاں فطرانہ نکالا گیا ہے۔

اور فطرانہ کسی دوسرے علاقے میں وہاں کی شدید ضرورت کے پیش نظر منتقل کرنا جائز ہے، اور امام مسجد یا دوسرے ثقة اور امین اشخاص کے لیے فطرانہ جمع کر کے فقراء میں تقسیم کرنا جائز ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ نماز عید سے قبل مسحیتین تک پہنچ جائے، اس کی مقدار مالی تضخم کے تابع نہیں، بلکہ شریعت مطہرہ نے اسے ایک صاع کے ساتھ محدود کیا ہے۔  
اور جس شخص کے پاس اپنی اور اپنے ماتحت افراد جن کا خرچ اس کے ذمہ ہے صرف عید کے دن کی بھی خوراک ہواں سے فطرانہ ساقط ہو جائیگا، اور یہ فطرانہ مساجد بنانے یا پھر دوسرے خیراتی کاموں کے لیے جائز نہیں" ।

دیکھیں : فتاویٰ البجیۃ الدائمة للبحوث العلمیہ والافتاء (9/369-370).

فطرانہ کے وجوب اور اس کی مقدار اور نقصہ طور پر عدم جواز، اور شدید حاجت و ضرورت کی بنا پر کسی دوسرے علاقے میں فطرانہ منتقل کرنے کے جواز کے متعلق علماء کرام کے فتاویٰ جات درج ذیل سوالات کے جوابات میں بیان ہوئے ہیں :

سوال نمبر (22888) اور (27016) اور (7175) اور (12938) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں۔

واللہ اعلم۔